سوال

(58) نقش والے جائے نماز برائے فروخت کیوں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ساؤتھ آل (لندن) سے قیوم عظیمی لکھتے ہیں:

دسمبر کے شمارے میں ان جاء نمازوں پر جن پر کعبہ شریف یا روضہ شریف وغیرہ کے نقش بنے ہوں نماز نہ پڑھنے کے متعلق مضمون پڑھا۔ اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ذہن میں دو سوال ابھرے اول یہ کہ اگر یہ فتویٰ مان لیا جائے تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ سعودی گورنمنٹ جو کہ اسلام سے قریب ترین حکومت سمجھی جاتی ہے 'نے ایسی جاء نمازوں کی فروخت کی اجازت کیوں دے رکھی ہے۔ دوم یہ کہ جن لوگوں کے پاس ایسا جاء نماز ہو وہ اس کو کیا کریں کیونکہ میرے پاس ایسی ایک مخملی جاء نماز ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ سعودی حکومت نے ان مصلوں کی پھر اجازت کیوں دے رکھی ہے۔ بنیادی بات تو یہ ہے کہ اسلام میں کسی کام کے حلال و حرام یا جائز و ناجائز ہونے کا معیار کسی حکومت کا عمل نہیں بلکہ کتاب و سنت ہے کوئی حکومت چاہے کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو اگر کسی ایک مسئلے میں وہ غلطی کرتی ہے تو ہمارے لئے ضروری نہیں کہ اس کو بھی جائز قرار دیں۔

سعودی حکومت بلاشبہ ایسے گئے گزرے دور میں بھی دوسرے ملکوں کے مقابلے میں اسلام کی بہت بہتر خدمت کر رہی ہے اور اسلامی احکام پر وہاں عمل درآمد بھی ہو رہا ہے اور اسلامی قوانین کا عملی نفاذ بھی وہاں ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بعض معاملات میں ان سے کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں اور خود سعودی علماء اس طرف حکومت کو توجہ دلاتے رہتے ہیں اور متعدد امور میں علماء کی نصیحت پر حکومت نے اصلاحی اقدامات بھی کئے ہیں۔ مصلوں پر بیل بوٹے اور مسجدوں میں نقش و نگار کے بارے میں جید سعودی علماء کرام کا بھی وہی موقف ہے جس کا اظہار مذکورہ فتوے میں کیا گیا ہے۔ حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں اگر نرمی برتی جا رہی ہے یا سستی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے تو اس میں علماء ہرگز قصوروار نہیں۔

اور پھر ایسے مصلوں کے حرام ہونے یا بالکل نماز نہ ہونے کا فتویٰ بھی نہیں دیا۔ یہی کہا گیا کہ ایسے مصلوں پر نماز پڑھنا ٹھیک نہیں اور جو لوگ رسول اکرم ﷺ کے واضح ارشادات معلوم ہونے کے بعد بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے وہ گناہ گار ہو سکتے ہیں۔

نماز کے بارے میں اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں جو آدمی کرتا ہے اور ان کے کرنے کی وجہ سے گناہ گار بھی ہوتا ہے لیکن نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب حدیث میں آگیا تو اب یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ اسے عملی جامہ پہنائیں اور اگر کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو پھر ایسے مصلے تبدیل کر لیں تاکہ شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہ رہے۔

اگر رسول اکرم ﷺ ان چیزوں کو پسند نہیں کرتے اور حضرت عائشہ؆ سے فرماتے ہیں کہ ایسی چیزوں کو میرے آگے سے ہٹا دو 'یہ مجھے نماز میں مشغول کر دیتی ہیں تو پھر ہم کون ہیں کہ یہ بیل بوٹے اور ساری تصویریں سامنے دیکھنے کے باوجود ہمارے خشوع و خضوع میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نماز میں توجہ اور خشوع و خضوع ضروری ہے اور جو کام یا چیز اس میں رکاوٹ بنے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اسلام تو یوں بھی سادگی پسند کرتا ہے اور مساجد تو خالص اللہ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں گرجوں اور مندروں کی طرح تصویریں لٹکانا نقش و نگار اور بیل بوٹے بنانا (خاص طور پر سامنے قبلہ کی طرف) ہرگز مستحسن عمل نہیں۔

گزشتہ دنوں برطانیہ کے ایک شہر میں ہم نے ایک مسجد میں نماز پڑھی تو وہاں سامنے محراب ہے۔ دونوں طرف اشتہارات 'سینریوں اور کتبوں کی اتنی بھرمار تھی جیسے یہ کوئی عجائب گھر یا نمائش گاہ ہے۔ اب یہ تو کسی کے نزدیک بھی سنت نہیں بلکہ بدعت کے زمرے میں آتی ہیں۔ کل لوگ اپنے بزرگوں پیروں اور مولویوں کی تصاویر بھی مساجد میں لٹکانا شروع کر دیں گے تو اس پر آپ کیا کہیں گے؟ اس لئے شریعت میں معیار قرآن و حدیث ہے۔ جو چیز اس کے خلاف ہے وہ بہرحال ناجائز ہے چاہے حکمران اس پر عمل کریں اور چاہے مفتی حضرات اس کی اجازت دے دیں یا علماء اس پر خاموشی اختیار کر لیں لیکن ناجائز کام پھر بھی ناجائز ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ اب جاء نماز کا کیا کریں۔ اگر آپ مسئلے کو درست سمجھتے ہیں تو پھر اس جاء نماز کی فکر نہ کریں۔ شک و شبہ میں پڑنے کی بجائے کسی سادہ کپڑے پر نماز پڑھ لیا کریں اور اس جاء نماز کو بھی ضائع نہ کریں۔ اس پر کوئی سادہ غلاف چڑھا کر اسے استعمال کر سکتے ہیں یا الٹی جانب سے استعمال کر لیں۔ تکلف زیب و زینت اور چمک دمک سے سادگی اور سنجیدگی بہرحال بہتر ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص166

محدث فتویٰ